تحقیق وتنقید

خاندانِ بنو عبد مناف کے دو سماجی طبقات

پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

مکہ مکرمہ کے قبیلہ قریش میں مختلف خاندان اور بزرگ تر خانوادے (بطون) وقت کے ساتھ بنتے گئے۔ تقریباً پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں ان کے ایک خاندان نے زیادہ نمایاں حیثیت حاصل کی، وہ عبد مناف بن قصی کا خاندان تھا۔ ان کے چار فرزندوں کی اولادوں پر مشتمل چار ذیلی خاندان وجود میں آئے: بنو عبد شمس، بنو مطلب، بنو ہاشم اور بنو نوفل۔ ان چاروں کے مزید ذیلی خاندان بنے، جیسے بنو عبد شمس میں بنو امیہ نے ایک بڑے خاندان اور بطن کی حیثیت اختیار کر لی اور بنو ہاشم میں بنو عبد المطلب عظیم تر خاندان بن گیا۔ ان کے دوسرے ذیلی گھرانے تھے، جیسے بنو حارث، بنو ابی طالب وغیرہ۔ لیکن اس شاخ در شاخ تقسیم کے باوجود ان کا ایک بزرگ تر متحدہ خاندان بنو عبد مناف رہا اور وہ عہدِ جاہلی سے عہدِ اسلامی میں منتقل ہوا اور تمام ادوار میں ایک متحدہ اکائی کی مانند کام کرتا رہا۔[1]

سیرت و تاریخ کے بعض مصادر کی روایات میں یہ ذکر آتا ہے کہ یہ متحدہ خاندانِ بنو عبد مناف دو مختلف اور متصادم سماجی گروہوں میں بٹ گیا تھا: ایک گروہ میں بنو ہاشم اور بنو مطلب تھے اور دوسرے میں بنو عبد شمس اور بنو نوفل۔ ہاشمی۔مطلبی گروہ ایک متحدہ سماجی اکائی کے مانند اتفاق و اتحاد کے ساتھ کام کرتا تھا اور ان کا تمام سماجی معاملات میں ایک رویہ، یکساں روش اور کلّی اتفاق ہوتا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے معاون اور حامی اور محافظ بھی ہوتے تھے۔ عبشمی/اموی۔نوفلی گروہ دوسرا طبقہ بنی عبد مناف

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مضمون "بنو عبد مناف: عظیم تر متحدہ خاندانِ رسالت" معارف، اعظم گڑھ فروری۔ مارچ ۱۹۹۶ء

تھا اور وہ دونوں ایک متحدہ اکائی تھے۔ تمام سماجی معاملات میں ان دونوں کا رویہ یکساں ہوتا تھا اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی معاونت و مودّت رکھتے تھے۔ مشہور ہے کہ خاندانِ عبد منافی کے دونوں طبقات ایک دوسرے سے مختلف و متضادم روش اپناتے تھے اور باہم حریف بن گئے تھے۔ اس مختصر مقالہ میں ان دونوں طبقاتِ بنو عبد مناف کے باہمی تعلقات اور معاشرتی رویّہ کا تجزیہ کرنا مقصود ہے۔

طبقات کی تقسیم

قصی کے دو فرزندوں۔ عبد مناف اور عبد الدار ۔۔ کی اولادوں میں جدِّ امجد کے مناصب کی تقسیم و وراثت پر قریش میں اختلاف ہوا۔ کچھ خاندان بنو عبد مناف کے حامی بن گئے اور کچھ بنو عبد الدار کے۔ ایک کو "المطیبون" کا گروہ کہا گیا ہے اور دوسرے کو "الاحلاف" کا۔ اس اختلاف و تنازعہ میں خاندانِ بنو عبد مناف متحد ہوا تھا۔ یہ مشہور روایتِ اہلِ سیر و تاریخ ہے، جب کہ ازرقی وغیرہ کے مطابق مناصب جدِّ امجد پر اختلاف ہی نہیں ہوا تھا اور ان کے دونوں خاندانوں۔ بنو عبد مناف اور بنو عبد الدار کو ان کے چھ مناصب میں سے برابر برابر تین مناصب مل گئے تھے۔

اہلِ سیر و تاریخ کی روایات کے مطابق متحدہ خاندانِ بنو عبد مناف میں دو طبقات کا وجود اس وقت ہوا جب ہاشم بن عبد مناف نے اپنے بھائی مطلب بن عبد مناف کو اپنے دو مناصب۔ سقایہ و رفادہ ۔۔ کی وصیت کی، اس کے مطابق وہ دونوں مناصب ہاشم سے ان کی موت کے بعد ان کے بھائی مطلب کو منتقل ہوئے، کیوں کہ ہاشم کے تمام فرزند اس وقت چھوٹے تھے اور عبد المطلب بن ہاشم تو بالکل بچے تھے یا رحمِ مادر میں تھے۔ مطلب ہاشم کے وارث بنے۔ محمد بن حبیب بغدادی نے کلبی کی سند پر لکھا ہے کہ ہاشم نے اپنے بھائی مطلب کو وصی بنایا لہٰذا بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں) ایک متحدہ خاندان و جماعت ہیں اور بنو عبد شمس و بنو نوفل ایک متحدہ خاندان و جماعت، اور دونوں کا یہ اتحاد آج تک قائم ہے[1]

---

[1] "قال الکلبی: کان هاشم بن عبد مناف اوصی الی اخیه المطلب بن عبد مناف فبنو المطلب وبنو هاشم ید الی الیوم وبنو عبد شمس وبنو نوفل ید الی الیوم (البغدادی، کتاب المنمق ۸۴-۸۵)

یہی روایت تقریباً انہی الفاظ میں ابنِ سعد نے نقل کی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ ان کی روایت کے راوی کلبی کے فرزند ہشام بن محمد بن السائب الکلبی ہیں اور بنو ہاشم اور بنو مطلب کو 'ید واحدہ' کہا گیا ہے اور بنو عبد شمس اور بنو نوفل کے بعد ان کے والدِ ماجد سے ان کی نسبت "ابنا عبد مناف" کا اضافہ ہے۔[1]

حافظ ابن کثیر نے بنو عبد مناف کے ان دونوں سماجی طبقات کے بننے کا سبب زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان دونوں کے دو الگ الگ جماعتوں میں منقسم ہونے کی حالت کو بھی واضح کیا ہے۔ ان کے مطابق ہاشم کے پاس ان کے باپ کے بعد سقایہ و رفادہ کے مناصب تھے اور ان کی اور ان کے بھائی مطلب کی جانب نبوی رشتۂ قرابت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اور وہ دونوں جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں ایک متحدہ گروہ تھے اور ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوئے اور ان کے ساتھ شعب میں داخل ہوئے، جب کہ بنو عبد شمس و نوفل نے ان سے علیحدگی اختیار کی اور دوسرا موقف اپنے لیے چنا۔[2] اس بیان میں بعض واقعات پر ان دونوں گروہوں کے اثرات کا حوالہ ہے جس سے بحث ذرا بعد میں آتی ہے۔

بعض روایاتِ حدیث میں بھی بنو عبد مناف کے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ایک شے ہونے کا حوالہ آتا ہے۔ امام بخاری نے ایسی ہی ایک حدیث "باب مناقب قریش" میں نقل کی ہے۔ اس کی سند مع متن حسب ذیل ہے:

۳۵۰۲۔ حدثنا یحییٰ بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن ابن المسیب عن جبیر بن مطعم، قال: مشیت انا و عثمان بن عفان فقال: یا رسول اللہ اعطیت بنی المطلب و ترکتنا، و انما نحن و ھم منک بمنزلۃ واحدۃ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ۱/۷۹

[2] وکان الی ھاشم السقایۃ و الرفادۃ بعد ابیہ، والیہ والی اخیہ المطلب نسب ذوی القربیٰ وقد کانوا شیئاً واحداً فی حالتی الجاھلیۃ والاسلام لم یفترقوا، ودخلوا معھم فی الشعب، و انخذل عنھم بنو عبد شمس و نوفل..... (ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۲/۲۵۴)

انما بنو ھاشم وبنو المطلب شئ واحد[1]

اس حدیث میں دوسرے طبقۂ بنی عبد مناف کا واضح ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے راوی اول حضرت جبیر بن مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو نوفل بن عبد مناف سے تھا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بنو امیہ / بنو عبد شمس سے، وہ دوسرے گروہ یا طبقۂ خاندان کے نمائندے تھے۔ حضرت جبیر بن مطعم نوفلی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکوہ کیا تھا کہ بعض عطایا کی بخشش میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مطلب کو تو شامل کیا تھا اور بنو ہاشم تو شامل تھے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ سے، لیکن بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو اس سے محروم رکھا، جب کہ وہ دونوں بھی بنو عبد مناف کے بزرگ تر اور متحدہ خاندان کے دو رکنِ رکین تھے۔ اس حدیث سے بھی یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ ذوی القربیٰ یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں میں صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ہی شامل تھے، جیسا کہ اوپر ابن کثیر کے بیان میں آیا ہے۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ بسا اوقات ایک ہی حدیث کو مختلف ابواب وکتب میں لاتے ہیں اور ہر بار اس کی سند بدل دیتے ہیں اور حدیث میں بعض اضافے بھی فرما دیتے ہیں جن سے وہ حدیث مکرر نہیں رہتی، نئی بن جاتی ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم نوفلیؓ کی مذکورہ بالا حدیث کو وہ دو اور کتب و ابواب میں اپنے قاعدہ کے مطابق لاتے ہیں، اور ہر ایک میں اضافہ ہے۔

۴۲۲۹ ۔ حدثنا یحییٰ بن بکیر حدثنا اللیث عن یونس عن ابن شہاب عن سعید بن المسیب ان جبیر بن مطعم اخبرہ، قال: مشیت انا و عثمان بن عفان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا: اعطیت بنی المطلب من خمس خیبر وترکتنا، ونحن بمنزلۃ واحدۃ منک، فقال: انما بنو ھاشم وبنو مطلب شئ واحد۔ قال جبیر: ولم یقسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبنی عبد شمس وبنی نوفل شیئا[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب قریش؛ فتح الباری ۶/۲۵۲ وما بعد

[2] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب ۳۸، باب غزوہ خیبر؛ فتح الباری ۷/۶۰۵

اس حدیث کی سند میں امام بخاری کے تیسرے راوی یونس ہیں، جبکہ اول الذکر میں عقیل تھے۔ متن میں فرق و اضافہ یہ ہے کہ عطیۂ نبوی خیبر کے خمس میں سے تھا اور آخر میں حضرت جبیر کا اضافہ مزید ہے کہ بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو اس خمسِ خیبر سے کچھ نہ عطا فرمایا۔

یہی حدیث تیسرے روپ میں اپنے اضافہ اور توجیہ کے ساتھ تیسرے مقام پر لائی گئی ہے اور نئی ہے۔

٣١٤٠۔ حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن ابن المسیب عن جبیر بن مطعم قال: مشیت انا و عثمان بن عفان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا: یا رسول اللہ! اعطیت بنی المطلب و ترکتنا و نحن وھم منک بمنزلۃ واحدۃ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انما بنو المطلب و بنو ھاشم شیٔ واحد۔ قال اللیث: حدثنی یونس و زاد، قال جبیر: ولم یقسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبنی عبد شمس ولا لبنی نوفل: وقال ابن اسحاق: عبد شمس و ھاشم والمطلب اخوۃ لام، و امھم عاتکۃ بنت مرۃ، وکان نوفل اخاھم لابیھم۔[1]

ایک مضمون کی تیسری حدیث میں سند کا فرق یہ ہے کہ امام بخاری کے اول شیخ عبد اللہ بن یوسف ہیں جب کہ اولین دو سندوں میں یحیی ابن بکیر ہیں۔ متن میں کافی اضافہ ہے اور راوی اول حضرت جبیر بن مطعم نوفلی کی تشریح پر مشتمل ہے اور ایک اور راوی و شیخ یونس کے حوالے و سند سے۔ آخر میں امام بخاری نے ابن اسحاق کی روایت کا اضافہ کیا ہے کہ عبد شمس، ہاشم اور مطلب تینوں بھائی ایک ماں عاتکہ بنت مرہ سے تھے جب کہ نوفل دوسری ماں کے بطن سے ہونے کے سبب ان کے اخیافی بھائی تھے۔

تیسری حدیث پر امام بخاری نے بڑا حقیقت آفریں باب باندھا ہے کہ "خمس امام کے لیے ہے، وہ اس میں سے اپنے رشتہ داروں میں سے جس کو چاہے دے، جس کو چاہے نہ دے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے خمس میں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علی ان الخمس للامام .... فتح الباری ٦/ ٢٩٣-٢٩٥

سے صرف بنو مطلب اور بنو ہاشم کو عطا فرمایا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اپنے تمام رشتہ داروں کو نہیں دیا تھا اور نہ کسی رشتہ دار کو خاص طور سے دیا تھا۔ بلکہ آپؐ نے اس میں سے اپنے رشتہ داروں میں سے صرف زیادہ ضرورت مندوں کو دیا تھا۔ آپؐ نے اس میں سے اپنی قوم اور ان کے حلفا میں سے جن جن کو دیا تھا وہ ان کی ضرورت کی بنا پر تھا۔

"باب ومن الدليل على ان الخمس للامام، وانه يعطي بعض قرابته دون بعض ما قسم النبي صلى الله عليه وسلم لبني المطلب وبني هاشم من خمس خيبر، قال عمر بن عبدالعزيز: لم يعمّهم بذلك ولم يخص قريبا دون من أحوج اليه، وان كان الذى اعطى لما يشكو اليه من الحاجة، ولما مسّتهم في جنبه من قومهم وحلفائهم"

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کی کامل تشریح اسی مقام پر کی ہے۔ ترجمۃ الباب کی تشریح میں کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قریش کو اپنے ذوی القربیٰ میں شامل نہیں کیا اور ضرورت مندوں کو عطا فرمایا اور جن جن کو عطا فرمایا وہ ضرورت کی بنا پر تھا اور ان میں بعض دور کے رشتہ دار بھی شامل تھے۔

متن حدیث کی تشریح میں حافظ موصوف نے امام ابوداؤد اور نسائی کی روایت کی بنا پر کچھ اضافہ فرمایا ہے اور ان دونوں نے ابن اسحاق کے واسطہ سے امام زہری سے وضاحت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنو ہاشم اور بنو المطلب میں محدود رکھا اور بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو محروم کیا، حضرات جبیر و عثمان کا خصوصی ذکر اس بنا پر ہے کہ حضرت عثمان بنو عبد شمس سے تھے اور جبیر بن مطعم بنو نوفل سے، اور عبد شمس و نوفل و ہاشم و مطلب برابر ہیں کہ وہ سب بنو عبد مناف ہیں۔ یہی ان دونوں صحابہ کا کہنا تھا کہ "ہم اور وہ آپ کے لیے ایک ہی رشتہ میں منسلک ہیں" یعنی عبد مناف کی طرف اپنے انتساب میں۔ ابوداؤد کی مذکورہ بالا روایت میں الفاظ ہیں کہ "ہماری اور ان کی قرابت آپ کے لیے برابر ہے، ایک ہے۔" ابن اسحاق کی روایت میں ایک اور دلچسپ اضافہ ہے: "ہم نے کہا یا رسول اللہ! بنو ہاشم کے فضل و تفوق کے ہم منکر نہیں، کیونکہ آپؐ کے سبب

ان کو مقام بلند حاصل ہے لیکن ہمارے بھائیوں بنو المطلب کا کیا معاملہ ہے کہ ان کو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں چھوڑ دیا۔[1]

بنو المطلب و بنو ہاشم کے شئے واحد ہونے کے بارے میں پہلے بحث لفظ "شئے" سے کی ہے کہ بعض روایات میں وہ "سی" بھی آیا ہے اور دونوں کے لغوی معانی اور ان کے اثرات و نتائج پر بحث ائمہ حدیث کے حوالے سے کی ہے۔ بعض روایات میں "شئے واحد" کی جگہ "شئے احد" بھی آیا ہے اور اس کی بلاغت کا حوالہ مع آیتِ قرآنی " قل ھو اللہ احد" کے دیا ہے۔ اس باب میں ابن اسحاق کی مذکورہ بالا روایت کے اضافہ کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اور بنو المطلب جاہلیت اور اسلام میں جدا نہیں ہوئے اور ہم اور وہ بلا شبہ ایک شئے ہیں اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسایا۔[2]

ابن اسحاق کی تاریخ کے حوالہ سے حافظ ابن حجر نے بنو عبد مناف کے نسب اور ان کے درمیان مہر و وفا کا ذکر کر کے ان دونوں طبقات کے خصوصی تعلقات اور ان کے خون کے اثرات کا بہت دلچسپ اور اہم ذکر کیا ہے۔ حدیث مذکورہ بالا میں نوفل کی ماں کا نام مذکور نہیں ہے، تاریخ میں ان کا نام واقدہ بنت ابی عدی نوفل بن عبادہ تھا اور وہ بنو مازن بن صعصعہ سے تھیں۔ زبیر بن بکار نے نسب

---

[1] فقلنا یا رسول اللہ ھؤلاء بنو ھاشم لا ننکر فضلھم للموضع الذی وضعک اللہ منھم، فما بال اخواننا بنی المطلب اعطیتھم وترکتنا

[2] فقال: "وانا وبنو المطلب لم نفترق فی جاھلیۃ ولا اسلام، وانما نحن وھم شی واحد" وشبّک بین اصابعہ

قریش" میں ذکر کیا ہے کہ ہاشم ومطلب کو "البدران" (چودھویں کے چاند) کہا جاتا تھا اور عبد شمس اور نوفل کو "الابہران" (قلب سے نکلنے والی دورگیں) یہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ ہاشم اور مطلب کے درمیان ایک خاص رشتۂ الفت (ائتلاف) تھا جو ان دونوں کے بعد ان دونوں کی اولاد میں بھی جاری رہا لہٰذا جب قریش نے اپنے اور بنو ہاشم کے درمیان صحیفہ (مقاطعہ) لکھا اور ان کو شعب ابی طالب/بنی ہاشم میں محصور کر دیا تو بنو نوفل اور بنو عبد شمس اس میں داخل نہیں ہوئے۔ اور اس پر مزید اشارہ انشاء اللہ تعالیٰ اول المبحث میں آئے گا۔"

ذوی القربیٰ کے حصہ پر علماء وصحابہ وتابعین کے مختلف نظریات کا ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام شافعی اور ان کے ہمنواؤں کے لیے اس حدیث میں حجت ہے کہ ذوی القربیٰ کا حصہ (سہم) قریش کے دوسرے اقارب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے مخصوص ہے۔ جب کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے نزدیک آپ کے ذوی القربیٰ صرف بنو ہاشم تھے۔ یہی قول زید بن ارقم اور کوفی علماء کے ایک گروہ کا ہے۔ یہ حدیث بنو المطلب کے ان سے الحاق پر دلالت کرتی ہے۔ ایک کمزور قول یہ بھی ہے کہ تمام قریش رشتہ دار ہیں، لیکن امام جن کو چاہے ان کو عطا کر سکتا ہے۔ یہ اصبغ کا قول ہے لیکن یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔ بہر حال لب لباب یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب نے ہر زمانے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تھا۔ اس لیے ان دونوں کو ایک جماعت/طبقہ میں رکھا گیا اور بنو عبد شمس وبنو نوفل کو دوسرے میں۔ لیکن حدیثِ نبوی میں ان کی تفضیل کی توجیہ نہیں ہے۔

عہدِ جاہلیت میں

حدیث وسیرت کی روایات میں ذکر آتا ہے کہ بنو عبد مناف کے ان دو خاندانی طبقات نے دو الگ الگ متعدد محاذوں کی مانند مختلف قومی اور خاندانی مسائل و امور میں دو مختلف موقف اختیار کیے تھے: بنو ہاشم اور بنو مطلب نے ایک موقف اور بنو عبد شمس وبنو نوفل نے دوسرا موقف اور بسا اوقات ان کے موقف

یں مثبت و منفی طرزِ عمل جھلکتا تھا اور ایک دوسرے کے متصادم بھی۔ ان دونوں طبقات کا پہلا موقفِ اختلاف اب تک کی معلومات کے مطابق عبدالمطلب ہاشمی کے زمانے میں نظر آتا ہے۔

بغدادی کے مطابق بنو خزاعہ نے جناب عبدالمطلب ہاشمی سے اپنا معاہدۂ حلف اس لیے کیا تھا کہ وہ بنو نجار/خزرج کے مانند بنو خزاعہ کے ننھیالی عزیز تھے، یعنی ان کے نواسے تھے۔ بنو نجار/خزرج کی خاتون عبدالمطلب ہاشمی کی والدہ تھیں اور خزاعہ کی خاتون ان کی ایک دادی تھیں: وہ اصلاً اسد بن ہاشم کی ماں قیلہ بنتِ عامر بن مالک خزاعی تھیں[1] ان کے علاوہ ان کے جدِّ امجد عبد مناف بن حبی بنت حلیل بن حبشیہ، سید الخزاعہ کی دختر حبی کے فرزند تھے[2]۔ معاہدہ کا متن لکھتے وقت عبدالمطلب ہاشمی بنو المطلب کے سات نفر کے علاوہ ارقم بن نضلہ بن ہاشم کے ساتھ شریک ہوئے جو قریشی اکابرین میں سے ایک تھے اور ان کے ساتھ ہاشم کے دو پوتے ضحاک بن صیفی اور عمرو بھی شریک ہوئے اور بنو عبد شمس اور نوفل میں سے کوئی بھی شریک نہیں ہوا کہ وہ ایک الگ گروپ تھے[3]۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو خزاعہ سے جناب عبدالمطلب ہاشمی اور ان کے بنو ہاشم و بنو مطلب کے حامیوں کا معاہدہ اس وقت ہوا تھا جب ان کے صرف ایک فرزند حارث بن عبدالمطلب ہاشمی تھے اور ان کی عمر لگ بھگ

---

[1] ابن ہشام ۱/۱۱۹؛ زبیری ۱۶

[2] بلاذری ۱/۷۱؛ زبیری ۱۴ وغیرہ

[3] واقبل عبد المطلب فی سبعۃ نفر من بنی المطلب والارقم بن نضلۃ بن ھاشم وکان من رجال قریش، والضحاک وعمرو ابنا صیفی بن ھاشم ولم یحضرہ احد من بنی عبد شمس ولا نوفل للید التی منہم..... کتاب المنمق ۸۸-۸۹ وما بعد؛ ابن سعد ۱/۸۵: فدخلوا دار الندوۃ فتحالفوا فیہا علی التناصر والمواساۃ وکتبوا بینہم کتابا..... بلاذری ۱/۷۱ وما بعد: وان جدہ عبد مناف لابن حبی بنت حلیل بن حبشیہ سید الخزاعہ..... وکان عبد المطلب فی سبعۃ نفر من بنی المطلب والارقم بن نضلۃ بن ھاشم، ولم یحضر احد من بنی نوفل ولا عبد شمس۔

چالیس برس کی تھی۔ یہ اصلاً بنو ہاشم اور بنو مطلب کا معاہدہ تھا جو بنو خزاعہ سے کیا گیا تھا۔ لیکن جس بنیاد پر خزاعہ نے یہ معاہدہ کیا تھا اس کے لحاظ سے چاروں خاندانوں کو شامل ہونا تھا کیونکہ سب بنو عبد مناف کی خزاعی ماں ایک تھیں۔ یا تو عبد المطلب ہاشمی نے بنو نوفل و بنو عبد شمس کو معاہدہ میں شمولیت کی دعوت نہیں دی، یا خزاعہ نے ان سے صرفِ نظر کیا، یا دونوں موخر الذکر خاندانوں نے اس میں شرکت پسند نہیں کی۔

حِلف الفضول

یہ دوسرا معاہدہ ہے جو بعض قریشی بطون نے اپنے اکابر کے مشورہ اور ہدایت پر کیا تھا اور جس میں بنو ہاشم و بنو مطلب شامل تھے اور بنو عبد شمس و بنو نوفل شریک نہیں ہوئے تھے۔ یہ معاہدہ باہمی تعاون و تعامل کا تھا اور اس مقصد سے عمل میں لایا گیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں کمزوروں اور بے لبسوں کے علاوہ بیرونی تاجروں اور بے سہارا لوگوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے اور مظالمِ قریش سے انھیں بچایا جائے۔ یہ معاہدہ عبد اللہ بن جدعان تیمی کے گھر میں ہوا کیونکہ وہ عظیم شرف کے مالک اور سن رسیدہ تھے اور ان کے کئی حلیف و معاہد تھے، ان کے حلیف قریشی بطون تھے: بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تیم[1]

آگے چل کر ابنِ اسحاق نے اموی خلیفہ عبد الملک اموی اور محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی نوفلی کے ایک مکالمہ کے حوالے سے بتایا ہے کہ بنو عبد شمس اور بنو نوفل

---

[1] ابن ہشام نے روایتِ ابن اسحاق یوں نقل کی ہے:

... تداعت قبائل من قریش الی حلف، فاجتمعوا له فی دار عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی لشرفه وسنّه فکان حلفهم عنده: بنو هاشم، وبنو المطلب، واسد بن عبد العزی، وزهرۃ بن کلاب، وتیم بن مرۃ، فتعاقدوا وتعاهدوا علی ان لا یجدوا بمکۃ مظلوما من اهلها وغیرهم ممن دخلها من سائر الناس الا قاموا معه، وکانوا علی من ظلمه حتی ترد علیه مظلمته فسمت قریش ذلك الحلف حلف الفضول... ابن ہشام ۱/۱۴۵

حلف الفضول میں شریک نہ تھے اور اس کا دونوں اکابر عبد شمس و نوفل کو بھی اعتراف تھا۔[1]

ابن سعد نے واقدی کی سند سے بیان کیا ہے کہ جنگِ فجار سے واپسی کے ایک ماہ بعد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال تھی، حلف الفضول نامی معاہدہ رقم کیا گیا۔ جنگِ فجار شوال میں ہوئی اور حلف الفضول ذو قعدہ میں۔ وہ سب سے عظیم معاہدہ تھا اور اس کے محرکِ اول و داعی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے چچا زبیر بن عبد المطلب ہاشمی تھے۔ ان کی دعوت پر بنو ہاشم و زہرہ و تیم عبداللہ بن جدعان کے گھر میں جمع ہوئے۔ انھوں نے سب کے لیے کھانا پکوایا اور پھر معاہدہ کیا۔[2] ابن سعد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس کے محرک زبیر بن عبد المطلب تھے اور شرکا میں صرف تین خاندانوں کا ذکر کیا ہے، جب کہ ابن ہشام میں پانچ بطونِ قریش کا واضح ذکر ہے۔ ابن سعد نے اس سلسلے میں بنو عبد شمس اور بنو نوفل کی غیر حاضری کا حوالہ بھی نہیں دیا ہے۔

بغدادی نے کتاب المنمق میں حلف الفضول کا دو مقامات پر ذکر کیا ہے ایک بلاسند (ذکر حلف الفضول ص ۵۲-۵۴) اور دوسرے حبیب بن ابی ثابت کی سند پر ابو البختری سے (ذکر حلف الفضول عن حبیب عن ابی البختری ص ۲۱۷-۲۲۲)۔ پہلے مقام پر معاہدہ کرنے والے قریشی بطون کے نام لکھے ہیں: بنو ہاشم، بنو المطلب، بنو زہرہ اور بنو تیم۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شریک تھے اور یہ معاہدہ آپؐ کی بعثت سے پانچ سال قبل ہوا تھا۔[3] کتاب المحبر میں بنو ہاشم اور بنو المطلب کو بنو ہاشم کے احلاف، بنو زہرہ اور بنو تیم کو قبائلِ حلف بتایا ہے اور بنو الحارث بن فہر پر علماء کا اختلاف

---

[1] ابن ہشام ۱/۱۴۶

[2] كان الفجار في شوال وهذا الحلف في ذي القعدة، وكان أشرف حلف كان قط وأول من دعا إليه الزبير بن عبد المطلب، فاجتمعت بنو هاشم وزهرة وتيم في دار عبد الله بن جدعان، فصنع لهم طعاما فتعاقدوا وتعاهدوا بالله للقائل: لنكونن مع المظلوم حتى يؤدّى إليه حقه ما بلّ بحر صوفة وفي التأسي في المعاش ... (ابن سعد ۱/۱۲۸-۱۲۹)

[3] وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ممّن حضر ذلك الحلف ودخل فيه قبل ان يوحى اليه بخمس سنين .. (۴۲)

نقل کیا ہے۔ زبیر بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جدعان اور رؤسا و قبائل کو ان کا محرک لکھا ہے[1]

اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی قوم سے خروج کرتا تو میں بنو عبد شمس سے خروج کر کے حلف الفضول میں داخل ہو جاتا اور عبد شمس حلف الفضول میں نہیں تھے[2]

بغدادی نے اس بیان میں متعدد واقعات بیان کیے ہیں جن میں حلف الفضول کی اثر انگیزی کا ذکر پایا جاتا ہے اور اشعار بھی نقل کیے ہیں، اور بعض دوسرے واقعات کا بھی ذکر ہے۔

دوسری باسند روایت کے آخری راوی حضرت حکیم بن حزام اسدی ہیں اور ان کے مطابق وہ فجار کے بیس دن بعد ذوالقعدہ میں ہوئی تھی اور اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال تھی اور اس کے محرک و داعی جناب زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی تھے۔ اس کے مطابق صرف تین بطون قریش، بنو ہاشم و بنو زہرہ اور بنو تیم اس کے اولین شرکا تھے۔ اس کا متن ابن سعد کے مانند ہے۔ اس میں جناب زبیر بن عبدالمطلب ہاشمی کے چند اشعار بھی موجود ہیں۔

اس متن کی دوسری سند بھی ہے جو حضرت جبیر بن مطعم پر منتہی ہوتی ہے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت مروان کے فرزند عبدالملک اموی اور محمد بن جبیر بن مطعم نوفلی کے اس مکالمہ کا بھی ذکر ہے اور اس کے مطابق دونوں اس میں شریک نہ تھے۔ حضرت حکیم بن حزام اسدی کی سند پر ایک اور روایت نقل کی ہے کہ جنگِ فجار سے واپسی کے بعد بنو اسد و عبد مناف و زہرہ و تیم و حارث بن فہر واپس ہوئے اور ہمارے درمیان کوئی حلف نہ تھی۔ جنگ فجار کے بعد بنو ہاشم و تیم و زہرہ و اسد و حارث بن فہر نے مل کر حلف الفضول کا معاہدہ کیا۔

---

[1] کتاب المحبر ص ۱۶۷

[2] وکان عتبۃ بن ربیعۃ بن عبد شمس یقول: لو ان رجلا خرج من قومہ لکنت اخرج من عبد شمس حتیٰ ادخل فی حلف الفضول، ولیست عبد شمس فی حلف الفضول کتاب المنمق ص ۲۷۴۔

اس کے کاتب زبیر بن عبد المطلب تھے۔ حکیم کا مزید ارشاد ہے کہ قریش میں حلفِ اول کے سوا اور کوئی حلف نہ تھی: بنو مخزوم و جمح و سہم و عدی اور بنو عبد الدار نے جو حلف پہلے کی تھی اور یہ حلف الفضول ہوئی۔ شیوخِ ہاشم و زہرہ و تیم کا کہنا تھا کہ احلاف کی حلف سے قبل قریش میں کوئی حلف نہیں ہوئی تا آنکہ یہ حلف الفضول منعقد ہوئی۔
اس حدیث کی تیسری روایت ہے جو ضحاک سے یحیی بن عروہ تک جاتی ہے۔

.... قال حکیم: واقمنا: بنو اسد و عبد مناف و زهرة وتيم والحارث بن فهر ولم يكن بيننا حلف حتى رجعت قريش من الفجار، فاجتمعت بنو هاشم وتيم وزهرة واسد والحارث بن فهر على ان يتحالفوا ويمنعوا بمكة كل مظلوم ويسموا ذالك الحلف حلف الفضول ..... وكان الذى كتبه بينهم الزبير بن عبد المطلب. قال حكيم: فلم يكن فى قريش حلف الا الحلف الاول: بنو مخزوم/وجمح وسهم وعدى وبنو عبد الدار وهٰذا الحلف ..... وكانت الاحلاف قبل قد تحالفت.[1]

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق حلف الفضول نام کے دو معاہدے ہوئے تھے .... پہلا معاہدہ شہر کے اولین آباد کاروں میں طے ہوا۔ قبیلہ جرہم کے تین سرداروں نے حلف لے کر اقرار کیا تھا (بحوالہ سہیلی ۹۱/۱ و لسان العرب: فضل و حلف) دوسرا واقعہ سنہ ہجری سے کوئی تینتیس ۳۳ سال پہلے کا ہے۔ اشرافِ قریش دو گروہوں میں بٹ گئے: (۱) مطیبین (قبائلِ بنی عبد مناف، بنی اسد، بنی زہرہ، بنی تیم، بنی الحارث بنی فہر) اور (۲) احلاف (قبائل بنی عبد الدار، بنی سہم، بنی جمح، بنی مخزوم، بنی عدی) جو قبائل اس حلف (الفضول) میں شریک ہوئے وہ یہ تھے: بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو زہرہ، بنو تیم اور ایک روایت میں بنو الحارث بن فہر (یا بنو اسد بن عبد العزیٰ) بنو ہاشم میں اصل داعی زبیر بن عبد المطلب۔[2]

---

[1] بغدادی، کتاب المنمق ص ۲۲۱ – ۲۲۲

[2] اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور: مقالہ حلف الفضول نیز ابن ہشام ۱/ ۱۲۵-۱۲۶ احرم مکہ؛ حلف الفضول پر تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو ڈاکٹر محمد ضی الاسلام ندوی کا مقالہ "حلف الفضول۔ عصری معنویت" سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جلد ۲۱- اپریل۔ جون ۲۰۰۲ء

حفاظت وحمایتِ نبوی اور بنو عبد مناف

اسلام کی تبلیغ کے ساتھ قریشی مخالفت کا آغاز ہوا۔ شروع میں زبانی مخالفت، طنز و استہزاء کا رنگ رہا اور پھر کچھ دنوں بعد قریشی اکابر نے جسمانی تعذیب اور دماغی تکلیف کا ظالمانہ کاروبار شروع کردیا۔ دن بدن اس میں شدت آتی گئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریشی مسلم اور عام مسلمان سب اس کا شکار بنے۔ غیر تو بالعموم ہاتھ نہ اٹھا سکتے تھے۔ لہذا اپنوں اور خاندان والوں نے ہی ان پر ظلم و زیادتی اور شدت و سختی شروع کردی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب ہاشمی نے اپنے خاندانِ بنو ہاشم کے سربراہ کی حیثیت سے حفاظت فراہم کی۔ جب ان کی تنہا ذات حفاظت کے لیے کافی نہ ہوئی تو انھوں نے اپنی قوم کو آپ کی حفاظت وحمایت کی دعوت دی۔ ابو طالب ہاشمی نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو اپنے موقف کی تائید کے لیے بلایا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت پر آمادہ کیا اور انھوں نے اسے قبول کرلیا۔ وہ آپ کی حفاظت وحمایت کے لیے ابو طالب کے ساتھ ہوگئے ہوائے ابولہب ہاشمی کے۔[1] بعض روایات وبیانات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابو طالب ہاشمی نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو اس دعوتِ خاص میں شریک نہیں کیا۔ دوسری روایات اور ان کے اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے بنو عبد مناف کے دوارکان بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو بھی اس کی دعوت دی، ان کے اشعار میں بنو نوفل کے سردار مطعم بن عدی وغیرہ پر قومی معاملہ میں ساتھ نہ دینے کا الزام اور شکوہ بھی ملتا ہے۔[2]

---

[1] ..... وقد قام ابوطالب — حين رأى قريشا يصنعون ما يصنعون — في بني هاشم وبني المطلب، فدعاهم الى ما هو عليه من منع رسول الله صلى الله عليه وسلم والقيام دونه، فاجتمعوا اليه، وقاموا معه، واجابوه الى ما دعاهم اليه الا ما كان من ابي لهب عدو الله الملعون .....
ابن ہشام ۱/۲۸۱

[2] ابن ہشام ۱/ ۲۷۸- ۲۸۱

اسلام میں

خاندانِ بنو عبد مناف کے دو سماجی طبقات کا سب سے زیادہ ذکر اسلامی عہد میں صحیفہ کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ قریشِ مکہ نے جب یہ دیکھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کامیابی سے ہم کنار ہو رہی ہے اور ان کی تمام ایذا دہی اور تکلیف رسانی کی کوششیں کامیاب نہیں ہو رہی ہیں، بلکہ بہت سے مکی قریشی مسلمان ایک دوسرے ملک حبشہ میں امن و چین کی زندگی گزار رہے ہیں تو انھوں نے ایک نیا حربہ ــ زیادہ طاقتور سماجی اثرات والا ــ اپنے ترکش سے نکالا اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا اور وہ تھا ان کا سماجی مقاطعہ، برادری باہر کرنے کی خطرناک سازش اور ان کی اقتصادی و معاشرتی ناکہ بندی۔

ابن اسحاق کے مطابق قریش کا سماجی مقاطعہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف تھا، کیونکہ وہی دونوں بطونِ قریش ابو طالب بن عبد المطلب ہاشمی کی قیادت و سربراہی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی و ناصر اور محافظ رہے تھے۔[۱] اس کے نتیجے میں بنو ہاشم اور بنو المطلب ابو طالب بن عبد المطلب کی جانب سمٹ گئے اور ان کے ساتھ ان کے شعب (وادی) میں داخل ہو گئے اور بنو ہاشم سے ابولہب بن عبد المطلب نے قریش کا ساتھ دیا اور اپنے خاندان کے خلاف عمل کیا۔[۲]

ابن اسحاق نے ایک اور دلچسپ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ جب ابولہب

---

۱ ..... اجتمعوا وائتمروا أن یکتبوا کتابا یتعاقدون فیہ علیٰ بنی ھاشم وبنی المطلب علیٰ ان لا ینکحوا الیھم، ولا ینکحوھم ولا یبیعوھم شیئا، ولا یبتاعوا منھم... (ابن ہشام ۳۷۲/۱)..... منعہ اللہ منھا، وقام عمہ وقومہ من بنی ھاشم وبنی المطلب دونہ، وحالوا بینہ وبین ما ارادوا من البطش بہ... (ابن ہشام ۳۷۶/۱)

۲ .... فلما فعلت ذلک قریش انحازت بنو ھاشم وبنو المطلب الی ابی طالب بن عبد المطلب، فدخلوا معہ فی شعبہ، فاجتمعوا الیہ، وخرج من بنی ھاشم ابولھب عبد العزیٰ بن عبد المطلب الی قریش، فظاھرھم. (ابن ہشام ۳۷۲/۱)

نے قریش کا ساتھ دیا اور اپنے خاندانِ بنی ہاشم سے بغاوت کی تو اس کی ملاقات ہند بنت عتبہ بن ربیعہ عبد شمسی سے ہوئی تو اس نے اپنے موقف کی تائید چاہی اور بنت عتبہ عبشمی نے اس کے اس رویہ کی تعریف وتحسین کی[1] یہاں یہ اضافہ کرنا ضروری ہے کہ ہند بنت عتبہ خاندانِ عبد شمس کی ایک فرد، اس کے ایک بڑے سردار عتبہ بن ربیعہ کی دختر اور ایک بڑے اموی سردار ابوسفیان بن حرب کی بیوی تھیں اور ان کے شوہر کے بارے میں یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ قریش کے سالارِ اعظم تھے اور وہ سب خاندانِ بنو عبد مناف کے رکن بھی تھے۔

سہیلی نے ابن ہشام کی "خبر الصحیفہ" کی روایتِ خاص پر کوئی کلام یا بحث نہیں کی ہے[2] ابنِ سعد نے اپنی روایاتِ واقدی میں سے ایک میں مقاطعۂ قریش کو بنو ہاشم کے خلاف بتایا ہے اور کہا ہے کہ بنو المطلب نے بنو ہاشم کا ساتھ دیا تھا اور ان کے ساتھ شعبِ ابی طالب میں چلے گئے تھے، جب کہ ہاشمی ابولہب نے اپنے خاندانِ بنو ہاشم اور بنو المطلب کی مخالفت کی اور قریش کا ساتھ دیا[3]۔ اس روایت سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے اتحاد کا ایک اور زاویہ سامنے آتا ہے۔

بلاذری کی روایت ابن سعد کی مانند واقدی ہی سے مروی ہے۔ اگرچہ دونوں کی اسناد میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ اس کا لبِّ لباب یہ ہے کہ قریش کے اکابر نے جب بار بار ابو طالب ہاشمی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت ونصرت ترک کرنے کا مطالبہ کیا اور انھوں نے اسے نہ مانا تو قریش نے یکّا فیصلہ کر لیا کہ ہمارے اور بنو ہاشم وبنو المطلب کے درمیان کوئی صلح، کوئی رشتہ اور کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ ہی کوئی حرمت باقی بچی..... لہٰذا ابو طالب اپنے بھتیجے اور بنو ہاشم

---

[1] ابن ہشام ۳۷۲/۱ [2] الروض الانف ۲۸۲/۲ - ۳۲۹

[3] ..... وکتبوا کتابا علی بنی ھاشم ..... وحصروا بنی ھاشم فی شعب ابی طالب ھلال المحرم سنۃ سبع من حین تنبئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وانحاز بنو المطلب بن عبد مناف الی ابی طالب فی شعبہ مع بنی ھاشم، وخرج ابولھب الی قریش فظاھرھم علی بنی ھاشم وبنی المطلب ..... (ابن سعد ۱/ ۲۰۸ - ۲۰۹)

وبنو مطلب بن عبد مناف کے ساتھ شعب میں چلے گئے، کیونکہ ان کا ایک معاملہ تھا ..... جب ابو طالب شعب ابی طالب میں داخل ہوئے تو ابولہب نے قریش سے اتحاد کر لیا اور بنو عبد المطلب کے خلاف ان کا ساتھ دیا اور شعب ابی طالب میں ان میں سے ہر شخص خواہ مومن ہو یا کافر، داخل ہو گیا تھا۔[1] بلاذری نے ابولہب ہاشمی اور عتبہ بن ربیعہ کی دختر ہند کا معاملہ بھی ابن اسحاق کی مانند آگے نقل کیا ہے[2] بنو عبد المطلب اور بنو المطلب شعب ابی طالب میں تین برس تک ٹھہرے رہے[3]

"حدیث نقض الصحیفہ" کے باب میں ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف قریش کے سماجی مقاطعہ کی قریشی دستاویز کو ختم کرنے کی کوشش قریش کے چند افراد نے شروع کی اور ان میں سب سے بڑا کارنامہ ہشام بن عمرو بن ربیعہ/ عامر بن لوی کا تھا، کیونکہ وہ نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کا ماں جایا بھائی تھا اور وہ بنو ہاشم سے متصل تھا اور اپنی قوم میں صاحب شرف بھی۔ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شعب میں رات میں کھانا پہونچایا کرتا تھا۔ ہشام عامری قریشی کا رشتہ بنو ہاشم سے کافی قریبی تھا۔ ابن حجر نے وضاحت کی ہے کہ اس کے باپ کی ماں یعنی دادی ہاشم بن عبد مناف کی پہلے بیوی رہ چکی تھیں۔ اسی نے زہیر بن ابی امیہ مخزومی کو اس ظالمانہ معاہدے کے خلاف ابھارا۔ زہیر مخزومی کی ماں عاتکہ بنت عبد المطلب ہاشمی تھیں۔ اس کے لیے اس نے مطعم بن عدی/ بنو نوفل کی حمایت حاصل کی، یہ کہہ کر کہ تم بنو عبد مناف کے دو بطون کی ہلاکت پر یوں راضی ہو گئے ہو اور قریش کی موافقت کر رہے ہو، جب کہ تم خود بنو عبد مناف کے ایک خاندان کے فرد اور سردار ہو۔ ہشام عامری

---

[1] .... وقالت قریش: لا صلح بیننا وبین بنی هاشم وبنی المطلب، ولا رحم ولا إلّ ولا حرمة .... وعمد ابو طالب الی الشعب بابن اخیه وبنی هاشم وبنی المطلب بن عبد مناف، وکان امرهم واحدا .... فلما دخل ابو طالب شعب ابی طالب خرج ابولهب الی قریش فظاهرهم علی بنی عبد المطلب، ودخل الشعب من کان من هؤلاء مومنا او کافرا (۱/۲۳۰، ۲۳۴)

[2] بلاذری ۱/ ۲۳۰

[3] ومکث بنو عبد المطلب وبنو المطلب فی شعب ابی طالب ثلاث سنین۔ بلاذری ۱/۲۳۲؛ ومابعد

نے اس کے لیے ابوالبختری، ہشام اور زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد کو بھی ان کی قرابت وحق کا حوالہ دے کر اس معاہدہ کے خلاف ابھارا اور بالآخر ان سب نے اس معاہدے کے خاتمہ کا اعلان اپنی جانب سے کر دیا۔ زمعہ بن اسود، ابوالبختری اور مطعم بن عدی نے مزید واضح کیا کہ وہ معاہدے کے لکھے جانے کے وقت ہی اس کے خلاف تھے، لیکن قریش کے اکابر کے دباؤ میں خاموش رہے اور مطعم بن عدی نے اس معاہدہ کا باہا حصہ پھاڑ ڈالا۔ رہا سہا یوں کہ دستاویز کو دیمک نے چاٹ لیا تھا جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو خبر دے دی تھی[1]

بلاذری میں یہ اضافہ ہے کہ مذکورہ بالا اکابر قریش کے علاوہ عتبہ بن ابی ربیعہ نے ہتھیار لگائے اور شعب ابی طالب اور بنو ہاشم اور بنو المطلب کو وہاں سے نکال لائے۔ قریش نے جب یہ دیکھا تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ جان گئے کہ یہ اکابر قریش بنو ہاشم و بنو مطلب وغیرہ کو ان کے حوالے نہ کریں گے اور ان کے خاندان و بطون بھی ان کی حفاظت کریں گے[2]

خاتمۂ بحث

خاندانِ بنو عبد مناف کے اندر دو سماجی طبقات کا ابھرنا غیر فطری نہیں تھا۔ اس کی طرف حافظ ابن حجر نے ایک روایت کے حوالے سے خوبصورت اشارہ کیا ہے: وہ یہ کہ ہاشم اور مطلب میں ایک خاص طرح کی الفت تھی، جب کہ نوفل

---

[1] ابن ہشام ۱/۳۹۷-۴۰۰ و مابعد؛ سہیلی ۳/۳۳۸-۳۴۳ و ۳۵۳-۳۵۶ و مابعد؛ موسیٰ بن عقبہ مغازی — ابن سعد ۱/۲۰۹-۲۱۰؛ بلاذری ۱/۲۳۵-۲۳۶، نیز بخاری کتاب الحج، باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ؛ فتح الباری ۳/۵۷۱-۵۷۲؛ کتاب مناقب الانصار، باب تقاسم المشرکین علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ فتح الباری ۷/۲۴۱-۲۴۲

[2] (مطعم) لبس سلاحہ، ولبس ابوالبختری و زہیر بن أبی أمیۃ، وہشام بن عمرو، وعتبۃ بن ابی ربیعۃ، و زمعۃ بن الاسود سلاحہم وساروا الی الشعب، فأخرجوا بنی ہاشم و بنی المطلب۔ فلما رأت قریش ذلک، سقط فی ایدیہم، وعلموا انہم لا یسلمونہم وان مشائرہم تمنعہم بلاذری ۱/۲۳۶

وعبدشمس کے درمیان خصوصی تعلقِ خاطر تھا۔ اس میں انسانی نفسیات کا دخل تھا۔ بالعموم ایک بھائی کو اپنے کسی خاص بھائی سے خاص تعلق ہو جاتا ہے جو دوسروں سے نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر ان چاروں بھائیوں میں خصوصی نسبت وتعلق کی بنا پر دو سماجی طبقات بننے کا آغاز ہوا اور ان کی اولادوں کے خاندانوں نے ان طبقات کو باقاعدہ شکل عطا کر دی۔

اس باب میں ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ نوفل اپنے بھائی ہاشم کے پروردہ تھے اور سوتیلے فرزند بھی۔ والد عبد مناف کی موت کے بعد ہاشم نے اپنی سوتیلی ماں اور نوفل کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا جسے عرب اس زمانے میں بھی "نکاحِ مقت" (نفرت انگیز نکاح) کہا کرتے تھے۔ وہ دینِ ابراہیمی میں حرام تھا اور جاہلی عرب میں برا رواج۔ نوفل ہاشم کی گود میں پرورش پانے کے باوجود ان کے بالمقابل عبدشمس کی طرف زیادہ جھکے اور ہاشم کو بھی ان سے وہ خاص تعلق خاطر نہ ہو سکا جو ہونا چاہیے تھا۔ اس کی ایک وجہ تو نکاح کی نفرت انگیزی تھی اور دوسری نوفل کی کمسنی اور ہاشم کی جوانا مرگ۔ ان کی موت مشہور روایات کے مطابق صرف پچیس برس کی عمر میں ہو گئی تھی۔

ہاشم نے اپنے بھائی مطلب بن عبد مناف کو اپنا وصی بنا کر خصوصی تعلقات کی بنیاد رکھی۔ مطلب نے ہاشم کی پہلی بیوہ اور ان کے بڑے فرزندوں کی ماں سے شادی کر کے اس کو استحکام بخشا اور بعد میں ہاشم کے فرزندِ اصغر جناب عبدالمطلب ہاشمی کی پرورش وپرداخت کر کے اور دوسری اولادِ ہاشم کی تعلیم وتربیت کر کے دونوں خاندانوں کو یکجا اور ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ مطلب اپنے زمانے میں بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں کے سربراہ بن گئے تھے، جب کہ عبدشمس اپنے خاندان کے سربراہ تھے اور نوفل بڑے ہوئے تو اپنے خاندان کے سرخیل بنے۔ ہاشم کے وصی ہونے کی بنا پر مطلب سقایہ ورفادہ کے مناصب کے ذمہ دار بنے، جب کہ عبدشمس اپنے عہدۂ جلیلہ قیادہ کے بلاشرکتِ غیرے مالک تھے۔

مطلب کی موت تک عبدالمطلب بن ہاشم سربراہی کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ چچا کی وفات کے بعد وہ بنو ہاشم کے سرخیل بننے کے ساتھ مطلب کے خاندان کے

شیخ بھی بن گئے۔ روایات ان دونوں بھائیوں۔ ہاشم اور مطلب کی دوسری اولادوں کے بارے میں معلومات کم بہم پہونچاتی ہیں۔ غالبًا وہ اتنے عظمت وشرف والے نہ تھے کہ قیادت کرتے۔ سیادتِ خاندانی اور منصبِ قومی دونوں عبدالمطلب ہاشمی کے حصہ میں آئے اور وہ دونوں خاندانوں کے سرخیل بن گئے، انھوں نے اپنے زمانے میں بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے وہی کلیدی کردار ادا کیا جو ان کے چچا مطلب نے اپنے عہد میں ادا کیا تھا۔

اتفاق سے عبدالمطلب ہاشمی کو اپنے ہم عمر چچا نوفل بن عبدمناف اور ہم عمر و ہم منصب بھتیجوں۔ عدی بن نوفل اور حرب بن امیہ بن عبدشمس ــ سے آراضی اور جائداد اور تجارتی معاملات میں زک پہونچی۔ چچا نوفل سے ارکاح نامی آراضی پر اختلاف ہوا جو سلجھ تو گیا مگر بعد از خرابی بسیار اور وہ دلوں میں گرہ ڈال گیا۔ عدی بن نوفل سے تربیت و پرورش پر تکرار ہوگئی۔ عدی کو عبدالمطلب نے اپنے باپ ہاشم کے پروردہ ہونے کا طعنہ دیا تو عدی نوفلی نے عبدالمطلب کو ننہالی رشتہ داروں کے ٹکڑوں پر پلنے کا طعنہ دیا۔ دونوں میں دوری پیدا ہوئی۔ حرب بن امیہ بن عبدشمس سے تجارتی معاملات پر اختلاف ہوا اور ان کے تعلقاتِ ندیمی عبدالمطلب ہاشمی سے ٹوٹ گئے۔

رفتہ رفتہ بنو نوفل اور بنو عبدشمس ایک ساتھ اور بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ساتھ رہنے کے سبب سماجی اشتراک وانضباط کے رشتوں میں پروئے گئے۔ وہ دو الگ الگ سماجی اکائیوں میں ضرور بٹ گئے اور ان کے بعض سیاسی، سماجی، اقتصادی، اور قومی معاملات پر ایک دوسرے سے مختلف نقطۂ نظر ضرور اپنانا پڑا، تاہم وہ چاروں ہمیشہ بنو عبدمناف کے متحدہ خاندان کے چار ارکان کی مانند ہی رہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم کے بعد خاندانِ ہاشم کی سربراہی ان کے فرزند اکبر زبیر کے ہاتھوں میں آئی اور ان کے بعد ان کے دوسرے فرزند ابوطالب بن عبدالمطلب ہاشمی کے نصیب میں، ان دونوں ساداتِ ہاشمی نے بنو مطلب کو اپنے خاندان کے ساتھ اسی طرح باندھے رکھا جس طرح ان کے والد عبدالمطلب اور ان کے دادا مطلب بن عبدمناف کے زمانے میں تھا۔ دونوں

بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک دوسرے کے قریب اور حلیف رہے، دونوں کا موقف یکساں رہا۔ بنو مطلب میں کوئی بڑا شخص نہیں ہوا یا ہوا تو وہ زبیر اور پھر ابو طالب سے فروتر اور ان کے تابع رہا۔ نتیجہ یہ کہ زبیر و ابو طالب ہی دونوں خاندانوں کے سردار رہے۔

اخبارِ سیرت و تاریخ اور احادیثِ نبوی میں اسی خصوصی تعلق کو "ید واحدہ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ بنو ہاشم و بنو مطلب کے درمیان کلّی یگانگت تھی اور دوسری طرف بنو عبد شمس و بنو نوفل ایک دوسرے سے وابستہ و متعلق تھے۔ ابن حجر نے ایک اور اہم تبصرہ کیا ہے اور ایک اہم حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ان کے باہمی تعلق و خاص الفت کے معنی یہ نہ تھے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف تھے۔

بنو خزاعہ سے معاہدۂ حلف، حلف الفضول میں شرکت اور قریش کے سماجی مقاطعہ میں بنو ہاشم و بنو مطلب کی شرکت اور بنو عبد شمس و بنو نوفل کی عدم شرکت ان کے خاندانی موقف کے اختلاف کی بنا پر تھی اور وہ خاص ان کے سربراہِ خاندان ـــ بنو ہاشم ـــ کے رویّہ کی بنا پر تھی۔ خزاعہ سے معاہدہ صرف بنو ہاشم کا تھا اور بنو مطلب اس میں عبد المطلب کی سربراہی کی بنا پر شریک تھے اور یہی سبب حلف الفضول میں ان دونوں کی شرکت کا تھا۔ ان دونوں میں قریش کے تمام بطون اور خاندان شریک نہیں تھے، جیسے کہ بنو عبد مناف کے قریش کے ساتھ اختلاف کے نتیجہ میں پورے قبائلِ قریش دو خیموں ـــ المطیّبون اور الاحلاف ـــ میں بٹ گئے تھے۔ المطیّبون میں بنو عبد مناف کے حامی بطون تھے اور دوسرا مخالفین کا تھا یہی صورتِ حال قریشی سماجی مقاطعہ کی تھی۔ قریش نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سپردگی کا مطالبہ کیا۔ جناب ابو طالب نے بنو ہاشم کے سربراہ کی حیثیت سے ان کی حمایت کی، بنو ہاشم کے خاندان نے ان کا ساتھ دیا اور بنو مطلب کے حلیف بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ یہ خاندانِ بنو عبد مناف کی دو متحارب یا مخالف جماعتوں میں تقسیم کا معاملہ نہیں تھا۔ جیسا کہ جدید مورخین اور اسلامی مفکرین نے اسے بنانے کی کوشش کی ہے۔

اسلام کے معاملے میں بنو نوفل اور بنو عبد شمس کا رویّہ بالکل ہاشمی و مطلبی خاندانوں کی مانند یکساں رہا۔ خاندانِ بنو عبد مناف کی چاروں شاخوں کے افراد نے اسلام قبول کیا تھا یا مسترد کیا تھا۔ ان کا معاملہ یکساں رہا۔ البتہ بنو ہاشم کے سربراہ نے اپنے ایک ہاشمی فرد کا ساتھ دیا اور ان کی خاندانی حمایت کی۔ یہ قبائلی نصرت تھی نہ کہ اسلامی حمایت و نصرت۔

صحیفۂ مقاطعہ سے قبل بنو نوفل کے سربراہ مطعم بن عدی نے ابوطالب ہاشمی کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی اور آپ کو جوار دی اور اسی طرح آپ کی محافظت و نصرت کی جس طرح ابوطالب ہاشمی نے اپنے زمانے میں کی تھی۔ بنو عبد شمس کے اکابر و ارکان کا رویّہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سمجھوتے اور صلح کا تھا۔ ان میں عتبہ بن ربیعہ وغیرہ اہم ترین تھے۔ بنیادی طور سے خاندانِ بنو عبد مناف کا اپنے تمام گھریلو نزاعات اور اندرونی اختلافات کے باوجود ایک قومی موقف تھا اور اس میں چاروں بطون متحد و منظم تھے اور ایک اکائی کی مانند کام کرتے تھے۔ ان دونوں میں سماجی رویّہ کی یکسانیت تھی کسی کے خلاف منافرت نہیں تھی۔

قبیلۂ قریش کی اجتماعی رائے سے ان کے بعض اکابر اور بطون کو قومی اور قبائلی معاملات پر اختلاف ہوتا رہا۔ قریشی بطون اور ان کے خاندانوں کے درمیان انفرادی نزاعات اور اختلافات بھی ہوئے۔ ایک ہی خاندان کے بعض اکابر کے مابین یہ انفرادی تنازعات تھے یا عارضی اختلافات، لیکن ان کی بنا پر قریشی اتحاد و حلم و کرم کی روایت کسی طرح مجروح نہیں ہوئی اور خاندانِ بنو عبد مناف تو اپنے چاروں ارکان کے ساتھ ہمیشہ متحدہ خاندان و عظیم تر بطنِ قریش بنا رہا۔ عبد المطلب ہاشمی کو زمزم کھودنے کے مسئلہ پر اپنے قبیلہ قریش سے نہ صرف کسی قسم کی مدد نہیں ملی، بلکہ روایات کے مطابق سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس باب میں ان کو اپنے متحدہ خاندان بنو عبد مناف سے خاصا گلہ شکوہ بتایا جاتا ہے۔ لیکن ان ہی روایات کا اصرار ہے کہ ان کے عظیم کارنامے پر بنو عبد مناف نے فخر و افتخار کا اظہار کیا اور قریش پر اپنی افضلیت جمائی۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق کی روایت

نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بنو عبد مناف نے تمام قریش اور سارے عرب پر افتخار کا اظہار کیا اور بنو امیہ کے ایک فرد اور شاعر مسافر بن ابی عمرو بن امیہ نے، جو بنو ہاشم کے شیخ و سردار ابو طالب بن عبد المطلب کے قریبی دوست و عزیز تھے، اس کارنامہ کو اپنا کارنامہ قرار دیا، کیونکہ بنو عبد مناف ایک ہی اہل بیت تھے اور ان کے بعض کا شرف بعض کا اور ان میں سے کسی کی فضیلت دوسرے کی فضیلت ہوتی تھی [۱]

---

[۱] ... وافتخرت بہا بنو عبد مناف علی قریش کلہا وعلی سائر العرب، فقال مسافر بن ابی عمرو بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف، وھو یفتخر علی قریش ...وانما کان بنو عبد مناف اھل بیت واحد، شرفٌ بعضھم لبعض شرفٌ، و فضل بعضھم لبعض فضلٌ.... ابن ھشام ۱/۱۶۳؛

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی کی ایک اہم پیش کش

مولانا سید جلال الدین عمری کی کتاب

اسلام اور مشکلاتِ حیات

- اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟
- اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟
- امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟
- مرض اور مشکلات حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟
- مرض کی شدت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جا سکتی؟

یہ کتاب قرآن و حدیث کی روشنی میں ان سوالات کا جواب فراہم کرتی ہے، مؤثر انداز بیان، دل نشین بحث اور علمی اسلوب اس کی خصوصیات ہیں۔ حسین طباعت، خوب صورت سرورق، ضخامت ۸۸ صفحات، قیمت ۸ روپے

ملنے کا پتا: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ابوالفضل انکلیو - نئی دہلی ۲۵